Registered

L. No. 89.

نور افشاں

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آ کے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے

نمبر (۳۴) ہر ہفتہ بروز جمعہ شائع ہوتا ہے - ۲۴ - اگست سنہ ۱۹۱۵ء جلد (۳۴)

گلدستۂ اخبار

ولایت کے ایک بڑے تجربہ کار اسکول ماسٹر مسٹر سالمنڈس کسی شخص کا دستخط دیکھ کر ہی بتلا سکتے ہیں کہ آیا وہ تمباکو استعمال کرتا ہے یا کہ اس سے پرہیز گار ہے۔ بباعث کثرت بارشوں کے شملہ میں مال پہنچنا مشکل ہے اس سبب سے ہر ایک چیز بہت گران ہوتی جاتی ہے۔ **برٹش** اور جرمن فرمانروا و ملکی طاقتوں پر تمام ممالک یورپ کے اخبارات نکتہ چینی کر رہے ہیں۔ بعض اسکو حرب مشرق کے معاملات سے اور بعض مغربی معاملات سے منسوب کرتے ہیں۔ **ٹرکی** میں ایک زبردست جنگی مہم آراستہ کی گئی ہے وسط عربستان میں پختہ امن قائم کرگی۔ **یونانیوں** اور بلغاریوں کی خونخوار مخالفت تیزی پر ہے۔ یونان میں سخت پریشانی ہے۔ بقول اہل بلغاریہ کے انچیالوز میں صبح صادق سے ۹ بجے شب تک لڑائی کا سلسلہ جاری تھا اس میں سات قتل۔ مجروحوں کی تعداد نامعلوم تقریباً تمام تعمیر بند ہیں۔ **وزیر بلغاریہ** نے فسادوں کے روکنے کا بیڑا اٹھایا۔ اب جوش خلاف یونانیوں کے ختم گیا۔ **ٹومسک** میں تحقیقات سے معلوم ہوا کہ سائبیرین ریلوے کی ۵۰۰ اگاڑیاں ہیں یہاں ایک ہی سٹیشن پر سات لاکھ پونڈ کا نقص ثابت ہوا ہے۔ کمال پریشانی پھیل گئی ہے۔ **کیپ** کی کونسل نے قانون داخلہ کی ترمیم ۹۶ ووٹ سے بخلاف ۲۰ کے خارج کردی ہے۔

اس قانون میں ایشیائی لوگوں کے داخلے کی بندش کی گئی ہے۔ اس میں کوئی استثنیٰ تسلیم نہ ہوگی۔ **پنجاب** و سرحدی صوبہ کی مشترکہ پولیس کے جدید انتظام کی منظوری ہوگئی۔ ایک انسپکٹر جنرل ہوگا۔ ۳ ڈپٹی انسپکٹر جنرل ۱۴ سپرنٹنڈنٹ اور ۱۴ اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ۔ انسپکٹر جنرل پنجاب کی تنخواہ ڈھائی تا تین ہزار ہوگی۔ صوبہ سرحدی کے انسپکٹر جنرل کو دو ہزار ماہوار ملیں گے۔ **کاہنوان** علاقہ گورداسپور کے گرد و نواح کے دیہات میں دریائے بیاس کی طغیانی کی وجہ سے نہ صرف تمام فصلیں ہی ماری گئیں ہیں بلکہ لوگوں کے مکانوں اور مویشیوں کا بھی بہت نقصان ہوا ہے۔ **سلطان روم** کو یہ خبر پہنچی کہ شیعہ ذو گراف لوگوں کو فونو میں آیات قرآنی سنایا کرتے ہیں اور ان میں گانے کا طرز پیدا کردیتے ہیں جو شرعاً ناجائز ہے لہٰذا حکم ہوا کہ قطعی طور پر یہ روک دیا جاوے۔ **امیر** صاحب کابل جبل السراج میں دریائے گھوربند اور پنج شہر سے پانی جمع کرکے اس سے برقی قوت پیدا کرنے اور اس قوت کے ذریعہ سے کارخانجات کے متعلق تمام ضروری کام بار انجام دینے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ **حلب** میں ایک مدرسہ صنعت و حرفت کا کھولا گیا ہے جس میں زیادہ تر یورپین طرز پر پارچہ بافی کی تعلیم پر زور دیا جائیگا۔ **خبر ہے** کہ مدراس کے مشہور بیرسٹر ارڈلی نارٹن مستقل طور پر کلکتہ میں رہینگے۔ **بوٹانیکل** گارڈن سیلون کے ڈائرکٹر کی طرف سے اطلاع شائع ہوئی ہے کہ سیلون گورنمنٹ نے وہاں آئندہ ۱۳ ستمبر سے ۱۷ ستمبر تک ربڑ کی ایک عالیشان نمائش قائم کرنے کا حکم دیدیا ہے۔ اسمیں ربڑ کی ہر قسم کی اشیاء رکھی جائینگی۔

اب تک عام خیال تھا کہ شاہجہاں کا تخت طاؤس جسے نادرشاہ دہلی سے لے گیا تھا دار ایران کے قبضے میں ہے مگر اخبار ٹائمز آف انڈیا مورخہ ۲۵ جولائی میں درج ہے کہ یہ تخت اب قسطنطنیہ میں موجود ہے۔ **لودیانہ** میں قریباً تین ہفتے سے ہر روز کم و بیش بارش ہوجاتی ہے۔ جس کے سبب سے موسم خوشگوار اور ٹھنڈا معلوم ہوتا ہے۔ **پیلی بھیت** سے شاہجہانپور تک چھوٹی ریلوے لائین کی اجازت مل گئی ہے۔ **میسور گورنمنٹ** نے سیوسمندر کے آبشار سے قوت برقی پیدا کرنے کا کارخانہ ۱۹۰۲ء سے پچاس لاکھ کے صرف سے شروع کیا تھا وہ کامیابی کے ساتھ قریب الاختتام ہے۔ **منصوری** میں نمائش فنون ۲۴ ستمبر سے ہوگی۔ **ضلع** کانپور میں اس قدر بارش ہوئی کہ تخم ریزی کے لئے ۱۵ دن کا توقف درکار ہے۔ **پیرس** میں جاڑوں کے موسم میں استعمال کرنے کو ایک ویسٹ کوٹ کاغذ کا ایجاد کیا ہے جس کا وزن ایک چھٹانک سے بھی کم ہے۔ اسکو تہ کرکے ایک لفافہ میں بھی بند کرسکتے ہیں۔ **تمام** دنیا میں ہر روز تقریباً دس لاکھ تار خبریں جاتی ہیں۔ **انگلستان** میں جوتوں اور بوٹوں کی بدولت ڈھائی لاکھ آدمیوں کی روزی چلتی ہے۔ **نیویارک** میں ایک دفتر کی عمارت چالیس منزل کی بننے والی ہے جو ۹۰۴ فیٹ بلند ہوگی۔ اس کی تیاری کے بعد دنیا میں اس سے زیادہ بلند اور کسی دفتر کی عمارت نہ ہوگی۔ **پیرس** سے آئی ہوئی خبروں سے ظاہر ہوتا ہے کہ باوجود فریق اعتراض کے ایک ترکی مہم جسکو ٹرپولی سے آگے بڑھ گئی ہے جو ٹرپولی کی سرحد پر قابض ہونے کو بھیجی گئی۔ **کابل** میں تیل نکالنے کا کارخا

ایڈیٹوریل نوٹس

سیالکوٹ کی کنونیشن جس کے لئے بہت سی کلیسیاؤں میں عرصہ سے دعائیں مانگی جارہی تھیں اختتام کو پہنچی۔ اِس پرچہ میں اس کی دلچسپ اور مفید کارروائی کو شائع کرنے کے لئے ہم نے اور مراسلات شائع نہیں کئے جس کے لئے ہمارے نامہ نگار معاف فرماویں۔ ہم کو یہ سنکر بڑی خوشی ہوئی ہے کہ بہتوں نے اِس کنونیشن میں برکتیں حاصل کی ہیں اور خدا نے ہماری امید سے بڑھکر اپنا فضل بخشا ہے مگر افسوس ہے کہ اِس کے ساتھ ساتھ اس نے جسکی بادشاہت کو نیست کرنے کے لئے ہمارا خداوند یسوع اِس دنیا میں آیا تھا۔ اپنی بادشاہت کو برباد ہوتے دیکھکر جدوجہد کی اور بعضوں نے جسمانی جوش میں آپے سے باہر ہوکر اپنے ایسے ایسے گناہوں کا پبلک میں اقرار کیا جس کی پبلک کے سامنے کوئی ضرورت نہ تھی۔ سناگیا ہے کہ بعض کے اقرار قریباً ویسے ہی تھے جیسا کہ پچھلے سال کی کنونیشن میں اُن سے کئے گئے تھے۔ ہمارے خیال میں کلیسیا کے بزرگوں کو انکی بڑے زور کے ساتھ مخالفت کرنی چاہئے کیونکہ قاعدہ ہے کہ جب کسی شخص کا کوئی گناہ پبلک پر کھل جاتا ہے اور اگر اس کے ظاہر ہو جانے کے بعد اسپر فتح حاصل نہ ہو تو وہ شخص گناہ کرنے میں بے شرم اور بے حیا ہو جاتا ہے۔ ہم نے بارہا تجربہ سے دیکھا ہے کہ محض کسی گناہ کا پبلک میں اقرار اقرار کرنے والے کو اس قدر طاقت ور نہیں بنا دیتا کہ وہ اس پر قطعی طور سے غالب آجاوے بلکہ اسکو اس پر غالب آنے کے لئے خدا سے فضل حاصل کرنے اور نت خدا کے ساتھ ساتھ چلنے کی ضرورت ہے تو کیوں نہ پوشیدگی میں ہی اِس گناہ کا خدا کو حاضر ناظر جانکر اقرار کیا جاوے اور اس سے فضل حاصل کیا جاوے۔

لیکن ویسے گناہ بھی ہیں جنکا تعلق کسی شخص یا پبلک سے ہوتا ہے انکا اقرار اور معافی خاص شخص یا پبلک کے سامنے ضرور ہونی چاہئے اور اگر کسی کا کچھ کبھی لیا گیا ہو تو اسکو واپس دینا چاہئے۔

ریویو۔ آریہ سماج کی دینی کتب میں جہاد کی تعلیم۔ اس نام کا ایک رسالہ مسٹر دلپت رن نے تالیف کیا ہے۔ بہت عرصے سے لوگ آریا سماج کے اکثر ممبروں اور پرچارکوں کی جھگڑالو اور دق کرنے والی روح کو دیکھکر تعجب کیا کرتے تھے کہ کیا سبب ہے کہ ایک ہندو میں جو فطرتاً نرم اور درگذر کرنے والا مزاج رکھتا ہے آریا سماج میں داخل ہوتے ہی ایسی روح پھونکی جاتی ہے کہ جس سے انکی جو اس کے خیالوں کے موافق نہیں بڑی سختی سے مخالفت کرنے لگ جاتا ہے اور انہیں کانٹے کی مانند چبھنے لگتا ہے۔ خوشی کی بات ہے کہ اِس چھوٹے سے رسالہ نے اس کا بھید کھول دیا ہے کہ آریا سماج کے بانی نے اپنی تصنیفات میں ویدوں کے حوالے سے ایسی تعلیمات آریا سماج کے لٹریچر میں چھوڑ دی ہیں کہ جن سے ایک شخص آریا سماج کا ممبر ہوکر ایسی روح کو حاصل کر لیتا ہے۔ مولف نے آریہ سماج کی دینی کتب میں سے حوالہ جات پیش کرکے مندرجہ ذیل باتیں ثابت کی ہیں۔

(۱) جو ویدوں کی مندرجات ایمان تیاگ در دوہ آچرن کرتا ہے وہ ناستک کہاتا ہے۔

(۲) اس وید نندک ناستک کو جاتی پنکتی اور دیش سے باہر کردینا چاہئے۔

(۳) جو آریہ ورت ملک کے علاوہ ملک ہیں وہ دسیو لوگوں کے ملک اور ملیچھ لوگوں کے ملک کہلاتے ہیں۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ آریا ورت دیش سے باہر رہنے والے لوگوں کا نام راکھس ہے۔

(۴) وید ورودھی صفحۂ دنیا پر نہ رہنے پاویں۔

(۵) ناستک۔ جاہل اور وید ورودھی اپنی جڑوں سمیت غارت ہو جائیں۔

(۶) مخالف ہمارا مذہب قبول کریں یا ہمارے غلام ہوں یا مرجاویں۔

(۷) دشمنوں کا مال اسباب اور عورتیں لوٹو اور بانٹو۔

(۸) مخالفوں کے خون کی کھلم کھلا تعلیم۔

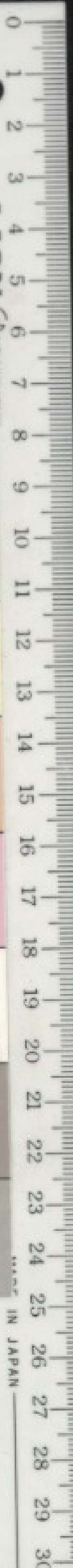
(۹) جو ویدک دھرمیوں سے محبت نہ کرے وہ بھی تباہ ہو۔

(۱۰) ویدک دھرمیوں کے دشمن ہمیشہ بھوت ہوں۔

(۱۱) خدا ویدک دھرمیوں کا ساتھی اور اُن کے دشمنوں کا دشمن ہے۔

مولف نے ان باتوں کو آریا سماج کی کتابوں سے نکالکر مذہبی دنیا میں ایک نئی بات ظاہر کی ہے اور دیگر مذاہب کے پرچارکوں پر نہ صرف احسان کیا ہے بلکہ انکو آریہ سماج کے ممبروں اور پرچارکوں کا منہ بند کردینے کے لئے کافی مصالح دیدیا ہے۔ مسیحی منادوں کو اس رسالہ کو نہ صرف پڑھنا بلکہ اپنے پاس رکھنا چاہئے۔ کاغذ چھپائی صاف اور عمدہ ہے۔ قیمت فی کاپی ار یعنی جگرجیون پریس دیو آشرم لاہور سے ملسکتا ہے۔

دین اسلام۔ پادری ای۔ ایم ویری صاحب ڈی۔ ڈی لودیانہ کی انگریزی کتاب کا اردو ترجمہ ہے۔ قرآن۔ احادیث۔ اجماع۔ قیاس۔ عقاید اسلام اسلامی فرائض۔ جہاد۔ اسلامی فرقوں اور بدعتوں کا ایک مجموعی اور مختصر بیان ہے۔ کتب خانہ امریکن مشن لودیانہ سے بقیمت ار ملسکتا ہے۔



ہندوستان کی ترقی کے اصول

جاپان کی حیرت انگیز ترقی کا حال دیکھکر اس ملک کے کئی ایک تعلیم یافتہ نوجوان ہند کی بہبودی کے لئے بہت کچھ فکرمند نظر آتے ہیں چونکہ انمیں سے اکثر تعلیم یافتہ ملک کی ترقی کے اصولوں سے ناواقفی کے باعث اپنے وقت اور کوشش کو رائیگان کھو دیتے ہیں اسلئے ہم مندرجہ ذیل اصول جنپر ملک کی ترقی منحصر ہے پیش کرتے ہیں اور جب تک ہند کے باشندے ان اصولوں کی پیروی نہ کرینگے تب تک ہزار کوشش کے ساتھ بھی ہند کی ترقی کا خیال ہوا میں قلعہ بنانے سے بڑھکر نہیں ہوگا۔

۱۔ قومیت۔ کوئی ملک ترقی کر نہیں سکتا جب تک کہ اس کے باشندے چھوٹے چھوٹے فرقوں میں تقسیم ہوکر اپنے اپنے فائدے کو ترجیح دیتے ہیں اور اپنی ترقی کے لئے دوسروں کو نقصان پہنچانے کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔ اس ملک میں سینکڑوں برس سے مسلمان آباد ہیں اور اب یہہ ملک انکا اپنا ملک ہوگیا ہے صدیوں سے وہ پہلو بہ پہلو ہندوؤں کے ساتھ رہتے ہیں مگر انہیں اس قدر میل واتفاق نہیں ہوا کہ وہ ایک قوم بن کر اپنے ملک کی بہتری وبہبودی میں کوشش کریں۔ ہندوؤں کی ذات پات کی قیود اور سوشیل تعلقات نے انکو ان کے ساتھ ملنے نہیں دیا۔ آئے دن ہم ہندو اور مسلمانوں کے جھگڑوں کا ذکر اخبارات میں دیکھتے ہیں۔ باقی رہی مسیحی قوم یہہ بمقابلہ ہندو اور مسلمانوں کے اس ملک میں بہت کم ہے اور افسوس ہے کہ اس ملک کے خیرخواہ جو اس کی ترقی کا دم بھرتے ہیں مسیحیوں کو قوم اور ملک کے دشمن سمجھتے ہیں حالانکہ وہ بادشاہ کی دفادار رعایا اور ملک اور قوم کے حقیقی خیرخواہ ہوتے ہیں۔ جاپان کی ترقی کا بھید اسمیں ہے کہ وہاں کے باشندے اگرچہ مذہب کے لحاظ سے مختلف عقاید رکھتے ہیں توبھی قوم کی بھلائی میں جو سب کی یکسان بھلائی ہے ایک دل ہوجاتے ہیں۔ اسی طرح سے اگر اس ملک کی تمام قومیں یعنے ہندو، مسلمان اور مسیحی کسی طرح سے ایک ہوسکیں جو موجودہ حالت کے لحاظ سے ناممکن ہے تو ہندوستان کی ترقی کی امید ہوسکتی ہے۔

۲۔ مذہب۔ ملکی ترقی میں مذہب کا بڑا دخل ہے خواہ اس ملک کے تعلیم یافتہ مانیں یا نہ مانیں مگر یورپ اور امریکہ کی ترقی میں مذہب کا سب سے بڑا دخل ہے یورپ اور امریکہ میں جسقدر نیکی اور بھلائی کے کام نظر آتے ہیں اگر ان کے مخرج اور منبع کا پتہ لگایا جاوے تو معلوم ہوگا کہ وہ مسیحیت ہی ہے۔ اگر بڑے بڑے موجدوں کی زندگی ترقی اور مستقل مزاجی اور مشکلات کے مقابلہ میں قایم رہنے کی اصلیت دریافت کی جاوے تو معلوم ہوگا کہ یہہ صفات انکو مسیحیت ہی کی بدولت حاصل ہوئی ہیں۔ اگر بڑے بڑے آدمیوں کی عظمت کا بھید معلوم کیا جاوے تو پتہ لگے گا کہ انکی دیندار ماؤں کے وسیلے انکو یہہ عظمت اور بزرگی حاصل ہوئی ہے۔ یورپ کو چھوڑکر اگر ہم جاپان کی ترقی کا سبب دریافت کریں تو معلوم ہوگا کہ انکی ترقی کا شروع اسی وقت سے ہوا جب سے انہوں نے یورپ کے مذہب کو عزت کی نگاہ سے دیکھنا شروع کیا اور مسیحیوں کے لئے اپنے ملک کا دروازہ کھولدیا اور مسیحیوں کی شاگردی اختیار کی اور اس ملک کے بعض لوگوں کی طرح اپنی پرانی بوسیدہ کتابوں میں سے کھینچا تانی کرکے نئی تعلیم نکالنی شروع نہیں کی۔ اس سے بڑھکر جاپان نے اپنے ان باشندوں کو جنہوں نے مسیحیت کو قبول کیا ہرگز نفرت اور حقارت کی نگاہ سے نہیں دیکھا بلکہ انکی لیاقت اور دانائی کے لائق اپنے ملک کے اعلی سے اعلی عہدے دیئے برعکس اس کے اس ملک میں تمام مذہبی فرقے ایک دوسرے کے سخت مخالف اور ایک دوسرے کے دشمن بنے ہوئے ہیں۔ اگر کسی ضلع کے افسروں میں بہ نسبت ہندوؤں کے مسلمانوں کی تعداد بڑھ جاوے تو ہندو مخالفت کرتے ہیں اور اگر کسی میں بہ نسبت مسلمانوں کے ہندوؤں کی تعداد زیادہ ہوجاوے تو مسلمان مخالفت پر کمربستہ ہوجاتے ہیں۔ لیکن اگر ہندوستانی مسیحی کسی ضلع میں معزز عہدوں پر ہوجاویں تو انکو کانٹوں کی طرح کھٹکتے ہیں اس سے بڑھکر اگر کوئی ہندو یا مسلمان مسیحی ہوجائے تو انکو ملک اور قوم کا دشمن خیال کیا جاتا ہے۔ اور انکو واپس لینے کے لئے ہر قسم کے جائز یا ناجائز وسیلے استعمال کئے جاتے ہیں۔ جب تک کہ اس ملک کے باشندوں میں کم ازکم مذہبی درگذر یعنے ٹولریشن کی روح نہ آجائے اور ہر ایک کو مذہبی آزادی لوگوں کی طرف سے حاصل نہ ہو۔ اور جب تک کہ تبدیل مذہب کے سبب سے مخالفت اور ستایا جانا جاتا نہ رہے اس ملک کی ترقی ناممکن ہے۔

۳۔ ھادی۔ ہادیوں کی خود انکار زندگیاں ملک کی ترقی کے واسطے بہت مفید ہوتی ہیں ہادی یا لیڈر ملک کی ترقی کی ٹرین میں انجن کی مانند ہیں جو گاڑیوں کی بڑی قطار کو کھینچکر لے جاتا ہے۔ اگر انجن میں بھاپ نہ ہو یا اس کے پرزے خراب ہوں تو گاڑی آگے نہیں چل سکتی۔ جس ملک میں قوم کے ہادی یا لیڈر خود غرض۔ تعریف کے خواہاں۔ تنگ دل تنگ خیال ہوں وہ ملک کبھی ترقی نہیں کرسکتا۔ یورپ اور امریکہ اور نیز جاپان میں ہم کو ایسے بہت سے شخص ملتے ہیں جو اپنے ملک کی ترقی یا بہتری کے لئے اپنے نفع کو نقصان سمجھتے ہیں حتی کہ جان تک بھی دینے کو تیار ہیں اور ہم دیکھتے ہیں کہ ان ملکوں کی ترقی

کی بنیاد میں بہتوں کا خون موجود ہے مگر ہندوستان میں ابتک بھی ہمکو کوئی ایسا شخص نظر نہیں آتا جو اپنے خاص فرقے کے تعصب سے خالی ہو کر بغیر لحاظ قوم و مذہب کے محض اس خیال سے کہ وہ ہندوستانی ہے اسکی بہتری چاہتا ہو — کانگریس کے پلیٹ فارم پر فصاحت کے ساتھ لیکچر دینا یا ہندوستانیوں کے حقوق کو زوردار رزلیوشنوں میں پیش کر دینا اس قدر مشکل نہیں جسقدر روزانہ زندگی میں ایک کو بھائی سمجھکر اس کی عزت کرنا اپنے وقت ـ روپیہ اور عزت کو اپنے فرقہ کے لوگوں کی بہتری کے لئے خرچ کر دینا اس قدر مشکل نہیں ہے جیساکہ اپنے مخالفوں کی بہتری اور بھلائی کے لئے ـ ہمارا یقین یہہ ہے کہ جب تک کہ ہندکی ترقی کے حامی اپنی تنگ خیالی کو چھوڑکر اپنے مخالف مذہب والوں کے ساتھ یکساں سلوک نہ کریں گے ہندوستان کی ترقی ہو نہیں سکتی ـ اگر کوئی ہندو یا آریہ مسلمانوں یا مسیحیوں کے ساتھ محبت اور ہمدردی کے ساتھ سلوک نہیں کرتا یعنے اپنی زندگی سے ان پر یہہ ثابت نہیں کر سکتا کہ وہ انکا حقیقی خیرخواہ ہے بیشک وہ ہادی یا لیڈر بننے کا مستحق نہیں ہمارے آج کل کے لیڈر بہت کچھ لیکچر بازی ہی اپنا کام سمجھتے ہیں مگر عملی محبت اور خود انکاری کی ایسی زندگی جو صرف انکی اپنی مذہبی قوم تک ہی محدود نہ رہے بلکہ سب کے لئے ہو بہت کم دکھلاتے ہیں اسواسطے انکا کام ایسا ہی ہے جیساکہ جھنجھناتی جھانجھ یا ٹھنٹھناتا پیتل ؛

۴ ـ ذات پات ـ ہندوستان کی ترقی کی روکوں میں سے ایک بڑی روک ذات پات کی قیود ہیں ـ اس کم بخت نے ملک کے باشندوں کو ہزاروں فرقوں میں تقسیم کر رکھا ہے نتیجہ اس کا یہہ ہوا ہے کہ ہر ایک شخص اپنی ذات کو دوسرے کی ذات پر ترجیح دیکر دوسرے کو اپنے سے حقیر سمجھتا ہے ـ اور اس کا اثر یہہ ہوا ہے کہ اکثر پیشے خاص خاص فرقوں میں محدود ہو گئے ہیں اور انہیں بجائے ترقی کے آہستہ آہستہ تنزل ہو رہا ہے علاوہ اس کے ذات کی قیود کے باعث ہمارے ملک کی تجارت اس ملک سے باہر جیسا چاہئے نہیں پھیلتی لیکن سب سے بڑی خرابی جو اس سے پیدا ہوئی ہے اور جس کے سبب سے ہندوستان ترقی نہیں کر سکتا وہ یہہ ہے کہ ذات کی بندش کے باعث سب ایک ہی مقصد میں یک دل ہو کر کوشش نہیں کر سکتے ـ اندیشہ رہتا ہے کہ مبادا فلاں ذات کے لوگ ہم سے بڑھ نہ جاویں رقابت کی روح ملکی ترقی کے مانع ہے ـ جب تک کہ ہندوستان سے ذات پات کی قید دور نہ ہو اور لوگ بالا لحاظ قوم و مذہب اور ذات کے محض کسی شخص کی ذاتی خوبیوں اور لیاقت کی قدر کرنا نہیں سیکھینگے تب تک اس ملک کی ترقی نہیں ہو سکتی

اخیر میں ہم اس ملک کے خیرخواہوں اور ریفارمروں سے مخاطب ہو کر التماس کرتے ہیں کہ اگر آپ فی الحقیقت اس ملک کی ترقی چاہتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ جاپان کی طرح ہندوستان بھی ترقی کرے تو تمام قسم کے قومی تعصب سے اپنے آپکو اور ملک کو پاک کرنیکی کوشش کیجئے اور جسطرح جاپان اپنے ملک کی ترقی کی خاطر سوچ رہا ہے کہ کونسا مذہب قومی مذہب ہونا چاہئے اور شکر کی بات ہے کہ جاپان میں قریبًا سب بڑے بڑے آدمیوں اور مدبروں کی رائے ہے کہ وہ بھی مذہب ہو اسیطرح تعصب کی پٹی کو اپنی آنکھوں سے دور کر کے سوچئے کہ کیا ہندوستان کے لئے بھی مسیحی مذہب کا قومی مذہب ہونا بہتر اور مفید نہ ہوگا کیونکہ سوائے اس کے کوئی مذہب ایسا نہیں ہے کہ جو اس ملک کے باشندوں کو ایک کر کے ترقی کے پلیٹ فارم پر کھڑا کر سکے اس کے آنے سے ہی بے غرض اور جاں نثار ہادی پیدا ہونگے جو اس ملک کی ترقی کے لئے اپنا وجود خوشی سے دینے کو تیار ہونگے اور اس کا نتیجہ یہہ بھی ہوگا کہ ذات پات کی قیود ہمیشہ کے لئے معدوم ہو جاوینگی اور سب ایک ساتھ ملکر ایک ہی مقصد کو مدنظر رکھکر ملک کی بھلائی کے لئے کوشاں ہوں گے ـ ایچ ـ پی ـ ڈی ؎

مسیحی کارندوں کے لئے ہدایتیں

۵ ـ صبر ـ برداشت

محبت سب باتوں کو پی جاتی ہے ـ سب کچھ باور کرتی ہے ـ سب کی برداشت کرتی ہے ـ یعقوب رسول کہتا ہے (۱: ۳ و ۴) کہ جب صبر اپنا مکمل کام ختم کر لیتا ہے تو کامل بننے کے لئے بہت تھوڑی کسر رہ جاتی ہے ـ آگے چلکر رسول بتلاتا ہے کہ خدا کیسے عجب طور سے ہمارے ساتھ صبر کرتا ہے ـ ہم اس سے حکمت مانگتے ہیں اور وہ کشادگی سے دیتا ہے لیکن ہم اسکو فراموش کر کے اپنی پسند کی ہوئی راہوں پر چلنے لگتے ہیں ـ جب ہم پھر اس کے پاس آتے اور اس سے مانگتے ہیں تو وہ کشادگی سے دیتا اور الہنا نہیں دیتا ہم پھر اس کو بھول جاتے ہیں اور برکتوں کے لئے اس کے پاس جاتے ہیں تو بھی وہ دیتا ہے اور طعنہ نہیں دیتا عجیب الہٰی صبر ! کیا ہم بے صبر ہونے میں جبکہ ہماری کوششیں جنکی کامیابی کے لئے ہم نے دعا کی اور امید تھی کہ جلد کامیاب ہونگے مگر ایسا نہیں ہوا دوتا دلی کرینگے خدا ایسا نہ ہونے دے ـ

ہم یہہ سبق بخوبی سیکھ لیں اور نیکی کرنے میں تھک جایا کریں کیونکہ اگر ہم نہ تھکیں تو وقت پر کاٹینگے اور ہماری روحانی کشمکش ـ کوشش میں سرگرمی اور دعا میں لگاتار لگا رہنا کم نہ ہو بلکہ ہمیشہ چپکے سے خدا کی



طرف جسکی روح ہماری کوششوں میں ۔کوششوں کے دیئے اور کوششوں سے بڑھکر کام کرتی ہے اپنے دل لگائے رکھیں۔ اسی خیال کے اندرونی مقصد کے متعلق یعقوب کی وہ باتیں ہیں جو اس نے زبان پر قابض ہونے کی نسبت کاملیت کے نشان کے طور پر اپنے خط میں درج کی ہیں لیکن اس کی تہ میں دل کے اندر صبر کی روح کا موجود ہونا ضروری ہے ۔یسوع کی نسبت یہہ الفاظ" لیکن یسوع چپ رہا" (متی ۲۶: ۶۳) کیسے پُر مطلب ہیں ۔انجیل کا مصنف ان کو چھوڑ نہیں سکتا تھا ۔ایسی زندگی والا شخص تمام حالتوں میں خواہ وہ کیسی ہی ناموافق کیوں نہ ہوں زندگی کی ایسی حالت میں پہنچ جاتا ہے جہاں کہ وہ صبر سے برداشت کرسکے اگر ہم چاہتے ہیں کہ ہماری زندگی مسیح کی خدمت میں مفید اور مسیحی سب سے عمدہ اور اعلیٰ شخص ظاہر ہو تو مسیحی خدمت کی تمام صورتوں میں صبر کی خوبی کو ظاہر کریں۔

دعا ۔اے سلامتی کے شاہزادے! میری مدد کر کہ میرا مزاج قابو میں آجاوے اور میری زبان کی حفاظت کی جاوے اور میرا صبر مجھ میں اپنا کامل کام کرے ۔مجھے اُس بے صبری سے بچا جس کے سبب سے میں بنی آدم کے اوپر اپنے اثر کو اور تیرے ساتھ اپنی سلامتی کو کھو دیتا ہوں ۔

۶ ۔استقلال ۔محبت کبھی جاتی نہیں رہتی ۔

پیارے یوحنا کے وہ الفاظ جو اُس نے ہمارے خداوند کی نسبت کہے کہ "جیسا وہ اپنوں کو پیار کرتا تھا ۔آخر تک کرتا رہا" (یوحنا ۱۳: ۱) بے بیان ہمت اور تسلی سے پر ہیں ۔سچی محبت انہیں کبھی ہلاک ہونے نہ دیگی (یوحنا ۱۰: ۲۸۔ ۳۰) یہہ بے غرض ہمدردی صورت جلیں ۔حقیقی سرگرمی ۔ایک دوسرے پر بھروسہ کرنے یا برداشت کرنے والے صبر کی تشریح ہے یہہ آخر تک قایم رکھنی ہے ۔چاہیئے کہ ہر ایک دل کی آرزو ٹینی سن کی تعریف ہو یعنے "تو خدا غیر فانی محبت کا قادر بیٹا ہے" کیونکہ اس بیان نے گناہ کی غلام قوم کو بچانے کیلئے مسیح کے مقصد کی مضبوطی ظاہر کردی ہے ۔

اسرائیل کی تواریخ میں ایک لفظ پایا جاتا ہے جو اس امر کی عظمت کو ظاہر کرتا ہے ۔یہہ لفظ "تو بھی" ہے (قاضی ۲: ۱۹) ہم پڑھتے ہیں کہ اسرائیل نے یہوواہ کی تابعداری کے وعدے کئے اور خدا کو بھول کر بت پرستی میں مبتلا ہوگئے لیکن ہمیں یہہ بتلایا جاتا ہے کہ "تو بھی خداوند نے اُن کے لئے ایک رہائی دہندہ کھڑا کیا"۔ بار بار ان کے قصوروں کا ذکر کیا جاتا ہے تو بھی خدا انکو نہیں بھولتا ۔مسیح کے اُن پیرووں کی زندگی اور محبت میں جو اس کی خدمت میں اس کی روح کو ظاہر کرنا چاہتے ہیں ایسا مزاج اور طبیعت غالب ہونی چاہیئے یہہ آسان تو نہیں ہے مگر سچے مسیحی کا جو حقیقی ایمان دار ہے یہہ نشان ہے ۔

یہہ آخر تک کی لڑائی ہے ۔اس جنگ سے کبھی چھٹی نہیں ملتی ۔خواہ کیسی مشکلات اور مایوسیاں کیوں نہ ہوں مگر ہم کبھی "تو بھی" سے خالی نہ پائے جاویں" محبت کبھی جاتی نہیں رہتی" پولوس اُس کے مطلب کو کیسی اچھی طرح سے سمجھتا تھا ۔اس نے کس طرح اُنکو کوڑے کھاکر ۔پتھراؤ کئے جاکر ۔جہاز کے ٹوٹ جانے کے خطرے میں پڑکر اور ہر قسم کی مشکل میں ہوکر ظاہر کیا ۔اس کا قول یہہ تھا کہ "میں اسے کچھ نہیں سمجھتا نہ اپنی جان کو عزیز رکھتا ہوں کہ اپنا دورہ خوشی سے پورا کروں"۔ لیکن خوشی سے پورا کرنے کے لئے ہم کو آخر تک سہنا ضروری ہے (اعمال ۲۰: ۲۴)۔

دعا ۔اے عجیب فضل کے خدا! میں تیرے "تو بھی" کے لئے تیرا شکر گذار ہوں ۔فضل بخش کہ نیکی کرنے میں میں مایوس نہ ہوجاؤں اور تھک نہ جاؤں ۔میری مدد کر کہ ہمیشہ زندہ دل اور پر امید ہوں ۔

مُراسلات

سیالکوٹ کنونشن

نمبر (۱)

آج کل کُل پنجاب کی آنکھ سیالکوٹ پر لگی ہوئی ہے ۔کہ یہاں جو جلسہ ہورہا ہے اس کا نتیجہ کیا نکلتا ہے ۔ پشاور ۔ راولپنڈی ۔جہلم ۔ گجرات ۔ڈیرہ اسمعیل خاں ٹانک ۔ سرگودہ ۔بھیرہ ۔لائیل پور ۔جھنگ بار ۔کوئیٹہ ۔ ڈیرہ غازی خان ۔ کلارک آباد ۔ لاہور ۔ امرتسر جالندھر ۔ انبالہ ۔کوٹ گڑھ ۔ نصیر آباد ۔ احمد آباد ۔ ہوشنگ آباد وغیرہ وغیرہ جگہوں سے اس قدر مسیحی آئے ہوئے ہیں کہ حساب لگانا مشکل ہے ۔

کل صبح اتوار (۱۲ ۔اگست) کی عبادت میں کہا جاتا ہے کہ ۱۱۲۵ آدمی حاضر تھے ۔ نماز ۔ بندگی ۔عبادت گیت گانا اس قدر ہورہا ہے کہ سیالکوٹ کوئی دوسری دنیا نظر آرہی ہے ۔

طریقہ یہہ ہے کہ صبح کے ۷ بجے سے ۹ تک اور ۱۲ سے ۲ تک پھر ۵ سے ۷ تک اور ۹ سے ۱۰ تک اجلاس ہوا کرتے ہیں ۔

جلسہ کے بعد جن لوگوں نے کوئی خاص گناہ کا اقرار کرنا ہو یا کوئی خاص درخواست کرنی ہو یا خاص دعا کرنی ہو وہ ٹھہر جاتے ہیں ۔ باقی لوگوں کو اجازت ہے کہ چلے جاویں ۔

کل شام کے جلسہ کے بعد ۷ بجے سے لیکر اقرار اور دعائیں جو ہونے لگیں ۔اس قدر ہوتی گئیں کہ رات کی ۹ بجے والی میٹنگ رہ گئی ۔اور ساری رات ہی

ہال کے اندر صبح تک نماز اور دعا ہوتی رہی۔

پادری جونس صاحب جو آسام سے آئے ہیں۔ کل شام کو جو مضمون انہوں نے دیا وہ اس قابل ہے کہ ناظرین کی خاطر نورافشان میں بھیجا جاوے تاکہ وہ اصحاب جو سیالکوٹ میں نہیں آسکے اس سے فائدہ اٹھاویں

آسام کا حال

جونس صاحب نے فرمایا کہ نومبر میں ۲ سال ہوگئے جب کہ میں آسام میں تھا جیسے ولایت کے اخبار میں ایک خبر پڑھی جو صرف دو تین سطر کی تھی۔ اس اخبار میں لکھا تھا کہ ویلس میں عجیب طرح سے ریوائیول پھوٹ نکلا ہے اور کہ ہم آئندہ ہفتہ میں اسکا مفصل حال لکھیں گے۔

میری زندگی میں اتنا لمبا ہفتہ کوئی بھی نہیں ہوگا جتنا کہ وہ ہوا تھا۔ کیونکہ میں ولایتی اخبار کی انتظاری کرتا رہا۔

جب ولایتی اخبار آیا تو بیٹے اپنی ماں کے خط کو بھی چھوڑ دیا۔ اور وہ اخبار پڑھی اس اخبار میں ملک ویلس کی ریوائیول کی خبروں سے ۲ صفحہ بھرے ہوئے تھے۔ جب یہہ خبریں آسام میں پہنچیں تو وہاں کے مشنری صاحبان نے جگہ جگہ لوگوں سے ذکر کیا۔

آسام کے لوگ خواہشمند ہوئے کہ انہیں بھی روحانی برکت آجاوے۔

ایک بڑا جلسہ کیا گیا جسطرح کہ اب سیالکوٹ میں ہوا ہے۔ اس جلسہ میں بہت سے پادری صاحب۔ اور آسام کے دیسی مسیحی تھے۔

لوگوں نے دعائیں کیں۔ اپنے گناہوں کا اقرار کیا۔ لیکن اس وقت کوئی روحانی بیداری نہ ہوئی۔ اس کے ۲ ہفتہ بعد آسام میں ایک جگہ نہیں ہر جگہ جگہ برکت پھوٹ نکلی۔ اب سوال یہہ ہے کہ کیوں خدا نے آسام میں برکت نازل کی۔ کسی بڑے ملک مثلاً ہندوستان پر نہیں کی۔

کیوں کسی بڑی قوم کو مثلاً بنگالیوں کو یا سکھوں کو یا راجپوتوں کو خدا نے نہ چنا وجہ یہہ ہے کہ۔

۱۔ آسام کے لوگ روحانی برکت کو حاصل کرنے کو واسطے دل سے خواہشمند تھے۔

۲۔ وہ لوگ دعا کرتے تھے۔

۳۔ خدا کی مرضی کو قبول کرنے کیواسطے دل سے تیار تھے۔ اپنی مرضی کو چھوڑنے کو تیار تھے۔

جس وقت خدا نے روحانی برکت نازل کی اس کا نتیجہ کیا ہوا۔

۱۔ لوگوں میں روحانی زندگی آگئی۔

۲۔ جو مسیحی خدا کے کلام کی بابت اور عبادت کی بابت لاپرواہ ہے۔ خدا کا کلام سننے اور عبادت کے لئے گرجوں میں آنے لگے۔

۳۔ جو لوگ لاپرواہ مسیحی تھے وہ سچے مسیحی ہوگئے۔

۴۔ غیر قوم جو بت پرست تھے اپنے پوجاریوں سمیت سینکڑوں مسیحی ہوتے گئے۔

۵۔ جو گاؤں کہ مدت سے بند تھے خدا کا کلام نہ سنتے تھے۔ اب مشنری صاحبوں کو دل سے قبول کرکے خداوند مسیح کے پاس آتے جاتے ہیں۔

۶۔ بائبل وومن جو آگے خدا کا کلام سناتی تھیں اور اُن کے کلام کی کوئی تاثیر نہ تھی۔ اب اُن کے کلام کی بڑی تاثیر ہوتی ہے۔

۷۔ سکولوں کے استاد جو گاؤں کے سکولوں میں کام کرتے ہیں اُن کے کلام میں عجیب تقویت ہوگئی ہے۔

روحانی برکت حاصل کرنے کا طریقہ یہہ ہے کہ

۱۔ گناہ کا اقرار کیا جاوے۔

۲۔ گناہ سے توبہ کی جاوے

۳۔ خدا کی ہدایت کی دل سے پیروی کیجاوے

اگر کوئی شخص یا کوئی کلیسیا اس طریقہ سے کام کریگی تو ضرور برکت آویگی۔

صاحب نے فرمایا کہ میں پچھلے سال دارجیلنگ کو جا رہا تھا کہ راستہ میں ایک حادثہ ہوا۔

میں ایک دوست کے پاس پہنچا اس نے مجھ سے کہا کہ ڈاکٹر صاحب کے پاس چلو۔ ڈاکٹر صاحب میرا دوست تھا۔

میں ڈاکٹر صاحب کے پاس جانا نہیں چاہتا تھا۔ کیونکہ مجھے ڈر تھا کہ ڈاکٹر صاحب مجھ کو روک لیگا اور میں ٹھہرنا نہیں چاہتا تھا۔ خداوند مجھ پر ظاہر ہوا اس نے مجھ سے کہا کہ جس طرح تونے ڈاکٹر کے ساتھ سلوک کیا ہے۔ میرے ساتھ بھی ویسا نہ کرنا جیسے ڈاکٹر کے پاس جانے سے تونے انکار کیا تاکہ تجھے ڈاکٹر کی مرضی پر نہ چلنا پڑے۔

بھائیو

آپ لوگ اگر چاہتے ہیں کہ تمہیں روحانی برکت ملے تو خدا کی مرضی کو قبول کرنے کے واسطے دل وجان سے تیار ہوجاؤ۔ جو خدا ہدایت کرے اس کی مرضی کے تابع ہوکے چلو۔

پھر روحانی بیداری آجاویگی۔

ایک دو روکاوٹیں اور بھی ہیں۔

اگر تم چاہو کہ روحانی برکت ملجاوے تمام لوگ تمکو دیندار جانیں اور تمہاری تعریف ہو۔ یہہ بھی غلطی ہے پھر اگر تم یہہ چاہو کہ روحانی بیداری ہووے تاکہ تمہارا کام بغیر مشکلات کے چلے۔ یہہ دوسری غلطی ہے۔

خدا کا جلال ہو کہ اس وقت کنونشن کا اجلاس بڑے زور وشور سے ہو رہا ہے۔ اور یقین کامل ہے کہ ضرور خدا روحانی بیداری بھیجیگا۔ اور پنجاب کے لئے اس کا شروع سیالکوٹ ہی سے ہوگا۔



اے ناظرین آپ خداوند سے دعا کریں کہ کل پنجاب پر برکت آجاوے۔ اور پنجاب بھی آسام کی طرح برکت سے بھر جاوے۔

نمبر (۲)

میرا ارادہ نہیں تھا کہ اس جلسہ کا کچھ حال لکھوں پر یہاں کے واقعات نے میرے دل کو ابھارا کہ اُن ناظرین کی خاطر جو یہاں حاضر نہیں ہیں۔ تحریر کروں۔

سیالکوٹ میں آجکل تین قسم کی عجیب باتیں نظر آتی ہیں۔ جنکا ذکر کرتا ہوں۔

۱- ہم عجیب باتیں دیکھتے ہیں
۲- ہم عجیب باتیں سنتے ہیں
۳- ہم عجیب باتیں معلوم کرتے ہیں

کیا عجیب دیکھتے ہیں۔

یہہ کہ مشرق اور مغرب سے۔ اُتر اور دکھن سے لوگ کھنچے چلے آتے ہیں۔

انگریز۔ امریکن۔ پٹھان۔ بلوچی۔ سندھی۔ راجپوتانہ کے رہنے والے۔ کاٹھیاوار کے رہنے والے۔ پہاڑوں کے رہنے والے میدانوں کے رہنے والے چاروں طرف سے آرہے ہیں۔

عالم۔ بے علم۔ اعلےٰ۔ ادنےٰ۔ امیر۔ غریب فقیر ہندوؤں سے مسیحی۔ سکھوں سے مسیحی۔ محمدیوں سے مسیحی۔ ہتروں سے مسیحی۔ سانسیوں سے مسیحی سب کے سب ایک خاندان کے شرکا ہوکر چلے آرہے ہیں

مشنری روتے ہیں۔ پاسٹر روتے ہیں۔ انگریز روتے ہیں۔ دیسی روتے ہیں۔ مرد روتے ہیں اور عورتیں روتی ہیں۔ اپنے گناہوں اور نالائقیوں اور کمزوریوں۔ اور بے وقوفیوں کا اقرار کرکے۔

پنجاب میں یہہ پہلی قسم کا جلسہ دیکھنے کا مجھے موقع ملا ہے۔ جہاں خدا کی قدرت بڑے زور سے کام کرتی ہے۔

میٹنگ کا وقت ۲ گھنٹہ مقرر ہے لیکن ۲ کی جگہ تین۔ چار پانچ اور چھ گھنٹہ تک جلسہ رہتا ہے تو بھی لوگ جانا نہیں چاہتے۔

بہت لوگ اپنے پاس سے روپیہ خرچ کرکے۔ وقت خرچ کرکے۔ کام کا ہرج کرکے آئے ہیں۔

کیا عجیب سنتے ہیں۔

یہہ کہ لوگ اپنے پوشیدہ گناہوں کا اس طور سے اقرار کرتے ہیں گویا کوئی غیب کی روح ان کے دلوں کو ابھارتی ہے کہ وہ ایسا کریں ایک نقیر جگہراؤں سے ڈیڑھ دن کو گیا ہوا تھا اس نے سیالکوٹ کے جلسہ کا حال سنا۔ وہاں سے وہ اس طرف کو روانہ ہوا۔ جب کبھی اس سے کوئی پوچھے کہ تیرا ٹکٹ کہاں ہے تو وہ بائبل دکھلا دیتا کہ یہی میرا ٹکٹ ہے۔ امرتسر سے وہ پیدل چلکے سیالکوٹ تک آیا کیونکہ اس کے پاس کرایہ نہ تھا ایک مسیحی سے کسی نے پوچھا کہ تم سیالکوٹ کیوں جاتے ہو اُس نے جواب دیا کہ عیسائیوں کی مکاریاں دیکھنے جاتا ہوں تیسرے روز کے جلسہ کے بعد یہہ شخص دروازہ پر پڑا ہوا اپنی چھاتی کو پیٹ رہا تھا اور اپنے گناہوں کا اقرار کر رہا تھا۔

ایک چھوٹا سا لڑکا دعا کرتا تھا کہ اے خدا میں بہت شریر ہوں مجھکو معاف کر

ہم کیا عجیب معلوم کرتے ہیں۔

یہہ کہ خداوند کی روح آدمیوں کے دلوں میں کام کرتی ہے۔ انسانوں کو انکی غلطیوں اور نادانیوں اور بے وقوفیوں سے آگاہ کرتی ہے۔

کلام اللہ کے جو معنے پہلے سمجھ میں نہ آتے تھے وہ اب اچھی طرح سے سمجھے جاتے ہیں۔ یہہ کہ خداوند کی روح اپنا کام کرتی ہے اور وہ اپنے لئے ایک لشکر تیار کریگی جو پنجاب اور ہندوستان کو مسیح کے واسطے فتح کرے۔

یہہ کہ عالم بالا سے ایک قوت آویگی جو اپنے بندوں کو اسی لایق بنا دیگی کہ وہ مسیح کے واسطے کام کریں۔

یہہ کہ آسام کی طرح پنجاب میں بھی عالم بالا سے قوت آویگی۔ جس کو حاصل کرنے کے واسطے بڑی بھاری تیاری ہو رہی ہے

پادری جونس صاحب کا لیکچر کا مضمون یہہ تھا کہ خدا نے ایلیاہ سے پوچھا اے ایلیاہ تو یہاں کیا کرتا ہے۔

ایلیا نبی جو پہلے بڑا دلیر تھا وہ خود بخود اخیاب بادشاہ کے پاس چلا گیا۔ پھر اس نے بعل کے ساڑھے چار سو نبیوں کو قتل کیا۔ خدا نے اسکی دعا سنی اور قربانی پر آگ آسمان سے نازل کی اب کیا وجہ ہے کہ ایلیاہ اپنی جان کو بچانے کے واسطے بھاگا پھرتا ہے۔ وجہ یہہ ہے کہ اُس کا تعلق خدا سے منقطع ہوگیا تھا۔

ایک پیسہ آنکھ کے آگے رکھو تو سورج نظر نہ آویگا۔ تھوڑا سا گناہ انسان کا تعلق خدا سے ہٹا دیتا ہے۔

چاہئے کہ ہر ایک آدمی اپنے سے سوال کرے کہ تو یہاں کیا کرتا ہے پھر وہ بہت خرابیوں سے بچ جاویگا۔

۱۳ تاریخ کی شام کا مضمون جو پادری جونس صاحب نے سنایا وہ یہہ تھا۔

ایمان

اس سے یہہ معنے نہیں کہ آیا تو خدا پر ایمان رکھتا ہے پر یہہ کہ آیا خدا تیرے اوپر ایمان رکھتا ہے یا نہیں۔

نقودیمس مسیح کے پاس آیا اور اس نے کہا کہ اے مسیح تو خدا کی طرف سے استاد ہوکے آیا ہے تو وہ کام کرتا ہے جو کوئی انسان نہیں کرتا۔

نقودیمس کا مطلب یہہ تھا کہ مسیح کو اپنے ساتھ ملا دے اور اسے کہے کہ اے مسیح اگر تو ہماری مدد کرے تو ہم سب یہودی تیرے ساتھ ہونگے۔

ہم چاہتے ہیں کہ رومی جو ہمارے دشمن ہیں اس ملک سے نکل جاویں۔ انکی بادشاہت جاتی رہے اور ہم آزاد ہوں۔

مسیح نے اُس کی بات نہیں مانی۔ گویا مسیح اسپر ایمان نہ لایا۔

تم قوت چاہتے ہو۔ پر خدا تمکو نہیں دیتا کیا وجہ یہہ کہ خدا تمپر ایمان یا اعتقاد یا بھروسا نہیں رکھتا اگر خدا تمکو قوت دیوے تو ہو سکتا ہے کہ تم اس خدا کے جلال کے واسطے نہیں پر اپنے جلال کے واسطے استعمال کرو۔

فرض کرو کہ خدا تمکو وہ طاقت دیوے جو اس نے مسیح کو دی تھی کہ مردوں کو جلاؤ۔ کوڑھیوں کو اچھا کرو الہی طاقت تمکو تین مہینوں کے واسطے دیجاوے کیا نتیجہ ہوگا یہہ تمہارے دشمن سب ہلاک ہو جاوینگے۔ اور تمہارے سب دوست دولتمند ہو جاوینگے اور تم اس طاقت کو خدا کے واسطے نہیں پر اپنے جلال کے واسطے خرچ کروگے اسی واسطے خدا تمکو وہ طاقت نہیں دیتا کیونکہ وہ تمپر بھروسا نہیں رکھتا۔

جب تک کہ تم خدا کے ساتھ سیدھے نہ ہو جاؤ اور اندھیرے میں بھی خدا کی پیروی نہ کرو تب تک خدا تمپر ایمان نہیں رکھہ سکتا۔

ابراہام کو خدا نے بلایا کہ اپنے ملک قوم اور خاندان سے نکل آوے۔ ابراہام نے یہہ نہیں پوچھا کہ خداوند پہلے وہ جگہ یا ملک یا علاقہ یا گھر دکھلا دے تب میں جاؤنگا۔ بلکہ اس نے بے عذر خدا کی پیروی کی۔

جب خدا نے ابراہام کو کہا کہ اپنے بیٹے اضحاق کو قربانی کر تو اسنے بلا عذر خدا کا حکم مانا تب خدا نے اسکو برکت دی۔

ساؤل جب کمزور تھا وہ خدا کی سنتا اور اس کی رضی پر چلتا تھا لیکن جب اسکی بادشاہت زورآور ہوگئی۔ اس نے خدا کی آواز کو سننا چھوڑ دیا۔ کیا نتیجہ ہوا یہہ کہ خدا نے بھی اُس کو چھوڑ دیا۔

چاہئے کہ ہم دل سے خدا کی پیروی کریں۔ ہم اپنے آپ کو اس لائق بنا دیں کہ خدا ہم پر بھروسہ رکھے خدا کا اعتقاد ہم پر ہو۔ خدا ہم پر ایمان لاوے جب یہہ ہو جاوے تو خدا بھی ہم پر بھروسا کریگا۔ اور تب وہ اپنی طاقت۔ قوت اختیار اور روح ہمکو دیگا۔

نمبر (۳)

۱۵ اگست سنہ۱۹۱۰ء

ایک بڑی عجیب بات ہے کہ جس روز سے کنونشن جاری ہوئی۔ اس روز سے یہاں پر ہر روز بارش ہوتی رہتی ہے جب بارش نہ ہو تو بھی بادل برابر رہتے ہیں اس باعث سے گرمی کی تکلیف نہیں خدا نے اپنے بندوں کی خوب مدد کی۔ لوگ ابھی تک بھی برابر آرہے ہیں۔ حالانکہ نصف سے زیادہ وقت گزر چکا ہے؛

اس وقت تک ۱۳ سو آدمی آچکے ہیں۔ کل صبح کی میٹنگ میں ۱۲ سو آدمی موجود تھے۔ کل شام کا مضمون پادری جونس صاحب کا تھا کہ

"خدا نے بنی اسرائیل کو مصر سے نکالا تاکہ انہیں کنعان میں داخل کرے"۔

خدا نے انکو مصر سے نکالا تاکہ کنعان میں داخل کرے۔ پھر کیا وجہ تھی کہ وہ مصر سے تو نکل آئے لیکن چالیس سال تک کنعان میں داخل نہ ہوئے وجہ اسکی یہہ ہے کہ وہ کنعان میں داخل ہونا نہ چاہتے تھے۔

جب انہوں نے کنعان میں جاسوس بھیجے۔ جاسوسوں نے آکر رپورٹ کی کہ بے شک اس ملک میں دودھ اور شہد بہتا ہے۔ یہہ اس کا میوہ ہے۔ لیکن وہ بڑا مشکل ملک ہے۔ ہم اس میں داخل نہیں ہو سکتے۔ وہاں بڑے بڑے قدآور لوگ ہیں۔ ان کے شہر کے مضبوط قلعے ہیں۔ ہم کسی طرح اس میں نہیں داخل ہو سکتے۔

بنی اسرائیل نے جب سنا تو وہ ڈر گئے۔ ان کے دل مصر میں تھے۔ اور وہ مصر کو واپس جانا چاہتے تھے۔ انکو مصر یاد آتا تھا۔ ان کو وہاں کے لسن اور پیاز اور کھیرے یاد آتے تھے۔

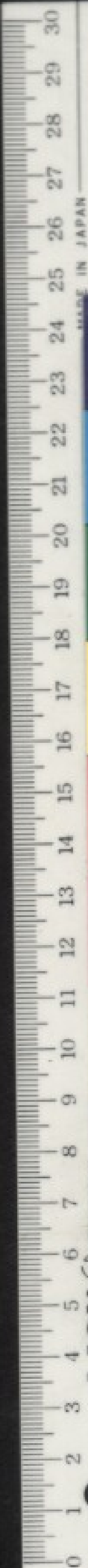
دوسری مشکل ان کو نظر آتی تھی کہ وہاں بڑے بہادر اور زبردست لوگ ہیں وہ ہم کو کھا جاوینگے۔

تیسری مشکل ان کو یہہ معلوم ہوتی تھی کہ وہ خود اپنی طاقت سے کنعان کو فتح کرنے کا خیال کرتے تھے؛

جس طرح سے بنی اسرائیل کا حال تھا ویسا ہی ہمارا حال ہے۔

خدا نے ہم کو مصر سے یعنی شیطان کی غلامی سے گناہ کی غلامی سے نکال لیا۔ لیکن ہم ابھی تک کنعان میں یعنے اس کی خوشی میں۔ اس کی برکت میں نہیں داخل ہوئے وجہ کیا ہے وجہ یہہ ہے کہ ہم اس کی خوشی میں داخل ہونا نہیں چاہتے۔ ہمکو روح القدس ملتا نہیں ہے۔ کیوں اس لئے کہ ابھی تک ہمارا دل مصر میں ہے۔ یعنے گناہ میں؛

جسطرح کہ بنی اسرائیل کا دل مصر میں تھا ہمارا دل بھی ان گناہوں کی طرف ہے۔ ان کی یاد ہم کو خوشی دیتی ہے۔ ان کی یاد ہمارے دلوں میں بستی ہے



اگر موقعہ ملے تو پھر ہم اس گناہ کو کریں جسکو ہمنے چھوڑ دیا ہے۔

ایک پادری صاحب ہیں۔ میں اُنسے معافی مانگ کر اُنکا ذکر کرتا ہوں۔ وہ تمباکو پیا کرتے تھے انہوں نے تماکو پینا چھوڑ دیا۔ لیکن ان کے دل میں تماکو کی خواہش برابر رہی۔ چار سال کے بعد ان کو پھر ایک موقع ملگیا۔ انہیں ایک بہانہ ہاتھ آگیا۔ انہوں نے پھر تماکو پینا شروع کر دیا۔ لیکن کچھ مدت کے بعد جب ان کے دل نے پھر انکو الزام دیا تو پھر انہوں نے بالکل چھوڑ دیا۔ لو آج تک نہیں پیا یہی حال ہمارا ہے۔ جب تک ہمکو گناہ کی یاد میٹھی لگتی ہے۔ جب تک کہ ہم خدا کو اپنی برکت دینے نہیں دیتے وہ ہم کو دے نہیں سکتا۔ وہ دینا تو چاہتا ہے پھر کیوں ہم اس کو نہ دینے دیویں۔ بنی اسرائیل اپنی طاقت سے کنعان میں داخل نہ ہو سکتے تھے۔ وہ اپنی ہمت سے اس کو فتح نکر سکتے تھے۔

کاسیا کی پہاڑیان ملک آسام میں جو ہیں وہان ایک میم صاحبہ رہتی ہے۔ جب کبھی کسی نے اسے کہا کہ وہ جماعت کے لوگوں کو کچھ بیان کرے تو اس نے بڑی مخالفت کی اس نے کہا کہ میں اس کو بہت بُرا سمجھتی ہوں میں کبھی ایسا نکرونگی لیکن جب عالم بالا سے قوت آگئی اس میم صاحبہ کو اس قدر طاقت ملگئی۔ کہ اب وہ سب سے بڑی مسیح کی گواہ ہے۔ میں نے اس کا پیغام ایک ہی مجلس کے میر مجلس کو پہنچایا کہ وہ گواہی دینا چاہتی ہے۔ چنانچہ اب وہ بڑی جماعت کے سامنے بھی مسیح کی گواہ ہوئی۔

اسی طرح سے جب ہمیں روح القدس ملجاویگی۔ تو ہمکو قوت ملجاویگی۔ پھر ہم سب کنعان کی قوموں کو فتح کرینگے۔

مسیح تمکو برکت دینے چاہتا ہے اگر تم دل سے تیار ہوکے اپنا آپ اسکو دے دو۔ وہ تیار ہے کہ تمکو برکت دیوے۔

کیا تم برکت لینے کو تیار ہو۔ جو تیار ہے کہ برکت لیوے۔ اور خدا کو اپنے کام کرنے دے وہ کھڑا ہو جاوے آج اگست کی ۲۴ تاریخ شام کے ۶ ½ بجے ہیں خدا اس وقت تمکو برکت دیتا ہے۔ یہہ یادگاری کا دن ہووے۔ بشرطیکہ تم خدا کے ساتھہ اس کے عہد میں شریک ہو جاؤ۔

اس وقت ۳ یا ۴ آدمیوں کے سوا سب کے سب کھڑے ہوگئے اور دعا کی گئی۔

صاحب نے فرمایا کہ اب جب تم گھروں کو چلے جاؤگے تو خدا تمکو حسب ضرورت روشنی اور ہدایت دیگا۔ اور تمہارا کام یہہ ہوگا کہ اس روشنی اور ہدایت کی پیروی کرو۔ پھر تم روح میں ترقی کرتے جاؤگے۔

اس وقت کا نظارہ قابل دید تھا۔ اور ان سب کو جو اس میٹنگ میں موجود تھے معلوم ہوگیا کہ خدا نے انکو اپنی برکت میں شامل کر لیا ہے۔

پادری جسونت سنگھ صاحب نے جلسہ میں کلارک آباد کا حال بیان کیا۔ جس کے جواب میں سب مسیحی صاحبان نے اِن کے ساتھہ ہمدردی کی اور کلارک آباد کے واسطے خاص دعائیں کی گئی۔

میٹنگ میں ۴ بپتسمہ ہوئے ایک ہندو بھائی خداوند کی کلیسیا میں داخل کیا گیا اور ایک چھوٹے بچہ کو بھی خداوند کی کلیسیا میں داخل کیا گیا۔ کئی ایک محمدی بھائی بھی خداوند کی کلیسیا میں شامل ہونے کو تیار ہیں تعجب نہیں کہ انکا بپتسمہ بھی اسی جلسہ میں ہو جاوے۔

سکاچ مشن کا گرجہ دن رات دعا کے واسطے کھلا ہوا ہے۔ پادری پیٹرسن صاحب دن و رات وہاں رہتے ہیں۔

کل ایک صاحب کی جلسہ میں انتظاری تھی کہ وہ آکر اپنا مضمون سنا دیں۔ وہ خود نہ آئے بلکہ کہلا بھیجا کہ آج مجھ سے روح نے کوئی پیغام نہیں دیا۔

نارووال کے بھائی اس کنونشن میں اسواسطے نہیں آسکے کہ وہاں بارش بہت ہے پہلے وہ قلعہ سوبھا سنگھ تک آئے تھے۔ لیکن دریائے ڈیک نے ان کو پار نہ ہونے دیا۔

اے مسیحی دین کے منکرو آؤ سیالکوٹ میں اور خداوند رب الافواج کا جلال دیکھو۔ جو زمین پر بڑے بڑے عجیب کام کر رہا ہے اور کریگا بھی۔

بندہ وارث الدین

”ناجائز بیویان اور ناجائز بپتسمہ“ کی تائید

مگر دوسروں نے کُچھ کسی حد تک کی قید لگانا کراسٹم کا محض خیال ہے۔ متن میں تو کسی حد کی قید نہیں اور بحث اس بات پر نہیں ہے کہ آیا کثرت ازدواجی اُس وقت یہودیوں میں رائج تھی یا اس رواج کی کیفیت ہم اچھی طرح دکھلا چکے ہیں، مگر اس بات پر ہے کہ ایسوں کو کلیسیا میں داخل کیا گیا تھا یا نہیں اور کراسٹم کے خیال کی تردید میں اول بات ہم نے یہہ واضح کردی ہے کہ انجیل سے کلیسیا میں ایسے رواج کا ایک شوشہ بھر ثبوت نہیں ہے بلکہ اس کے

برخلاف قانون ہو- اور یہودیوں میں اس وقت اس کے رواج کا ایسا عام ہونا بھی صحیح نہیں جیسا کہ کریساسٹم کے قول سے سمجھا جاتا ہے- اُس زمانہ میں رومیوں اور یونانیوں اور یہودیوں میں بھی طلاق اور نئی بیویوں کا رواج بہت کثرت سے تھا- چنانچہ اس کی بابت ڈاکٹر فارر صاحب لکھتے ہیں کہ "اُن دنوں میں لوگوں کی بہت بڑی کثرت ربی ہلیل کے اصولوں پر چلتے تھے جیسا کہ یہودی آج تک مشرق میں کرتے ہیں... ان ایام میں بقول سنیکا عورتیں اپنے برس حاکموں کے شمار سے نہیں لیکن چھوڑے ہوئے خاوندوں کے حساب سے گنتی تھی- یہودیوں نے بھی شرمناک نمونہ اختیار کر لیا تھا- اور چونکہ کثرت ازدواج بے آبرو ہو گئی تھی تو وے بڑی آسانی سے ایک بیوی کو چھوڑ دوسری کر لینے سے اس کے متصل پہنچ گئے تھے- یوسیفس بھی جو فریسیوں کا فریسی تھا اور ہر ممکن موقعہ پر اپنے تئیں ایک عابد اور دیندار آدمی کی سیرت والا جتانے کا دعویٰ کرتا تھا بلا عذر بیان کرتا ہے کہ میری پہلی بیوی نے مجھکو چھوڑ دیا اور کہ دوسری کو میں نے چھوڑ دیا جبکہ میرے لئے تین بچے جن چکی اور بعد ازاں تیسری سے بیاہ کیا"-

Life of Christ - Chapter 46.

پھر یہ بھی معلوم ہو کہ ابتدائی کلیسیا میں وہ جو بپتسمہ کے ذریعہ کلیسیا میں داخل ہوا چاہتے وہ تین سال تک پہلے تعلیم و تربیت کئے جاتے تھے اور جب انکی واقفی اور چال چلن کی بابت خوب تسلی ہو جاتی تھی تب بپتسمہ پاتے تھے- دیگر باتوں کے علاوہ جو اُن سے مطلوب ہوتی تھیں ایک یہ تھی یعنے زندگی کی پاکیزگی- چنانچہ Apostolical Constitutions میں جو پہلی تین صدیوں کی تعلیم وغیرہ کی ایک تواریخ ہے زندگی کی پاکیزگی کی بابت پہلی شرط یہہ مطلوب تھی کہ "معلوم کیا جاوے کہ آیا امیدوار شادی شدہ ہے کہ نہیں- اگر نہیں تو اُسکو سکھلایا جاوے کہ کہ تمام ناجائز زیادتی (یا بدکاری license) ترک کرے- اور پاک دامنی سے بیاہ کرے یا حکم کے مطابق پرہیزگاری کی زندگی بسر کرے" (دیکھو Dr. Pressense's Life & Practice in the early Church page 10)

ایسی حالتوں میں کثرت بیویوں والوں کی مطلق پروا نہیں ہو سکتی تھی کیونکہ یہودیوں میں اس کا کچھ قابل قدر رواج رہ گیا تھا اور نہ کلیسیا میں انکو شامل کرنے کا کوئی ذکر ہے- اور اس سے ظاہر ہے کہ اگر ایسے لوگ تھے مگر کلیسیا انکی پروا نہ کرتی تھی- لہذا کریساسٹم کا قول اور ایسر کالوں کی رائے بے حقیقت ہیں- اور ا تمطاؤس ۳: ۲ بشپ کو جو ایک جورو والا ہونا کہا ہے اُس کا رجوع اوروں کے لئے کثرت ازدواج کے جواز کی طرف نہیں ہے لیکن بجائے خود خاص مطلب رکھتا ہے- نگہبان کے ایک بیوی والا ہونے کی بابت کم از کم تین معنے ہو سکتے ہیں- ایک یہہ کہ اسکی ایک دفعہ شادی ہوئی ہو- اگر رنڈوا ہو گیا تھا تو پھر شادی نہ کی ہو- دوسرے معنے یہہ کہ ایسا آدمی نہ ہو جس نے ایک بیوی کو چھوڑ کر دوسری کی ہوئی ہو- کیونکہ یہہ تو کثرت ازدواج ہے- اور منع ہے- اور تیسرے معنے یہہ ہیں کہ نگہبان مجرد (رنڈوا یا کنوارا) نہ ہو بلکہ ضرور ہے کہ ایک بیوی والا ہو- میرا اپنا اتفاق تیسرے معنے کے ساتھ ہے کیونکہ رومیوں ۷: ۲ و ۳ کی رو سے رنڈوا یا بیوہ کا پھر شادی کر لینا کوئی برائی نہیں- نہ زناکاری نہیں- لہذا رنڈوا ہو کر دوسرا بیاہ کرنا نگہبان کے عہدہ کے لئے کوئی اخلاقی رکاوٹ نہیں ہو سکتی- حالانکہ وہ جو ناجائز طلاق کے ذریعہ سے بیویاں بدل چکا ہے اُسپر یہہ دھبا رہتا ہے- ایسا آدمی اس عہدہ سے خارج ہے- اور ایک بیوی کی قید ایسی حرکت کے مقابلہ میں لگائی گئی ہے- پس کون آدمی معین ہوا؟ وہ جسکی عمر بھر ایک ہی بیوی موجود رہی اور نیز وہ جو رنڈوا ہو کر بیاہ کر چکا ہو- اور اگر اس نے پھر بیاہ نہ کیا تو اُسکو بیوی والا نہیں کہہ سکتے لیکن اس آیت کے الفاظ ظاہر کرتے ہیں کہ ضرور ہے کہ بیوی موجود ہو- یعنے اکیلا آدمی نہ ہو- اس معنے کی صحت کے لئے اول وجہ یہہ ہے کہ متی ۱۹: ۱۲ اور اکرنتھیوں ۷: ۷-۹ سے ظاہر ہے کہ اگر کوئی اپنے تئیں ضبط کر سکے اور چاہے کہ خدا کی خدمت میں اسطور سے زندگانی بسر کرے تو اسکو اختیار ہے بیاہ کا نہ بیاہ نہ ہو- لیکن جو ضبط نہ کر سکیں تو زناکاری سے بچنے کے لئے بیاہ کرنا واجب ہے- (آیت ۲ و ۹ و ۳۶) لیکن وہ جو پاسبان ہونا چاہے وہ تارک نہ ہو بلکہ ضرور بیوی والا ہو اور ایک بیوی والا جو ایسی نہ ہو کہ یکے بعد دیگر کو طلاق دے دیگر باقی رکھی ہو- پاسبان کی خوبیوں میں سے جو اتمطاؤس باب ۳ میں مطلوب ہیں ایک یہہ ہے کہ "وہ اپنے گھر کا بخوبی بندوبست کرتا ہو اور اپنے بچوں کو کمال سنجیدگی سے تربیت رکھتا ہو جب کوئی اپنے گھر ہی کا بندوبست کرنا نہیں جانتا تو خدا کی کلیسیا کی کیونکر خبرگیری کریگا" (آیت ۴ و ۵)- اب یہہ خانگی حالت بغیر بیوی کے نہیں ہو سکتی- اس لئے نگہبان کا بیوی والا ہونا ضروری ہے- (باقی آیندہ)

راقم

پادری جی ایل ٹھاکرداس از لاہور

محکمہ ماہر علم حوادث نے موسمی ہوا کی رفتار معلوم کرنے کے لئے آیندہ سال پتنگ سے کام لینے کا ارادہ ظاہر کیا ہے- یہہ پتنگ ایک انجن کے ذریعہ سے بڑھایا اور اُتارا جائیگا- (تہذیب النسواں)

نارتھ ویسٹرن ریلوے

اشتہار

مورخہ ۷ اگست سنہ ۱۹۰۶ء بروز سوموار وایام مابعد کو احاطہ جنرل سٹور لاہور میں ناکارہ وغیر مروج اسباب مشتمل بر اشیار مفصلہ ذیل بذریعہ نیلام فروخت کیا جاویگا اور نیلام ہر روز صبح کے ساڑھے سات بجے شروع ہوا کریگی۔

تفصیل اسباب

اسباب پرانے مشتمل بر ٹکڑہ ریل۔ فش پلیٹ کمانیاں و دیگر اقسام لوہا پرانا مشتمل بر ٹکڑہ ریل و چادری ٹکڑے پیتل پرانا و رتیاں کہنہ و پرانی اسپات کی سلیپر۔ کچھ کم قیمت چاندی کے ٹکڑے ہوئے سکے۔

تمام لاٹ یعنے ڈھیر خرید کردہ تاریخ خرید سے اندر میعاد ایک ماہ کے اٹھائے جانے چاہئیں ورنہ ڈیمرج یعنے ہرجانہ بحساب ۳ پائی فی من یومیہ کے لگایا جاویگا اور وصول کیا جاویگا۔

تمام اسباب جو مفصلات کو روانہ کیا جاویگا اسپر کرایہ ریل ریلوے کے اسباب کے نرخ پر لگایا جاویگا اور مالک کی ذمہ داری پر روانہ کیا جاویگا۔

حسب الحکم جے۔ ڈبلیو اے بیکنر
چیف سٹور کیپر

لاہور تاریخ ۶
اگست سنہ ۱۹۰۶ء

مخزن مسیحی

یہہ ایک پندرہ روزہ مسیحی پرچہ ہے جو اردو اور انگریزی زبانوں میں مسیحی کارندوں کی خاطر شائع ہوتا ہے۔ اس کا مدعا ہے کہ بڑے بڑے مبشران انجیل اور کلیسیائی کارندوں کے قلم سے نکلے ہوئے مضامین کے ذریعہ سے مسیحی کارندوں کی عملی استعانت کرے۔ نیز مختلف مشن سٹیشنوں کی کلیسیائی خبریں اس میں خصوصاً درج ہوتی ہیں۔ سنڈے سکول اور کرسچین اینڈیور کے کاموں کے متعلق ہر قسم کی ضروری توجہ دی جاتی ہے۔

شرح چندہ کی حسب ذیل ہے

عوام سے	ع	سالانہ
اگر تنخواہ پچاس روپیہ سے کم ہو	عمر	″
″ ″ پچیس روپیہ سے کم ہو	عہ	″
″ ″ پندرہ روپیہ سے کم ہو	۱۲ر	″

ادنیٰ ترین نرخ ۱۲ر سالانہ ہے

نمونہ کا پرچہ درخواست پر روانہ کیا جاتا ہے۔ تحریرات ذیل کے پتہ پر ہونی چاہئیں۔

المشتہر

پادری ای۔ جی میگاؤ الموڑہ یو۔ پی

(صوبجات)

پریسبٹیرین بیوگان ویتامیٰ کا فنڈ

یہہ فنڈ ۱۸۶۷ء میں قایم ہوا ہے۔ تین سو سے زیادہ اشخاص اس میں شریک ہو چکے ہیں ساٹھ سال کے عرصہ میں اس فنڈ کی طرف سے ۶۵ بیوگان اور خاندانوں کو ۷۵ ہزار روپیہ سے زیادہ پنشن دیگئی ہے یہہ رقم اس کل رقم سے نو ہزار روپیہ زیادہ ہے جو چندہ دہندگان سے وصول ہوا ہے اس وقت اس فنڈ میں بیالیس ہزار پانسو روپیہ سے زیادہ خزانہ میں موجود ہے۔ اس فنڈ کا نرخ کسی اور اس قسم کے فنڈ سے بہت ارزان ہے۔ ہند کا ہر ایک مسیحی مرد اور عورت اس فنڈ میں شامل ہو سکتا ہے مردوں کو پیرسالی میں مستورات کو بیوہ کی حالت میں اور بچوں کو یتامیٰ میں اس فنڈ سے پنشن ملتی ہے۔ صرف ایک پیسہ کا کارڈ بھیجنے پر پراسپکٹس روانہ کیا جاتا ہے۔

المشتہر

پادری ڈاکٹر جے کلارک صاحب ایم اے مینیجنگ ڈائرکٹر نولکھا۔ لاہور

پانچ ہزار روپیہ انعام

ممیری کا سرمہ

پانچ ہزار روپیہ انعام

پانچ ہزار روپیہ انعام	مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزامینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب	پانچ ہزار روپیہ انعام

سو زائد انگریزوں میڈیکل کالج کے پروفیسروں نامور ڈاکٹروں والیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے ضعف بصارت تاریکی چشم دھند جالا پڑوال غبار پھولا سبل سرخی ابتدائی موتیا بند ناخنہ پانی خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے لئے مفید پیر اب اس سرمہ کا استعمال کرتے ہیں چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی بچہ سے لیکر بوڑھے تک کو یہہ سرمہ یکساں مفید ہے قیمت اسلئے کم رکھی ہے کہ خاص عام اس سرمہ سے فایدہ اٹھا سکیں قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے دو روپیہ ممیرے کا سفید سرمہ اعلی قسم فی تولہ تین روپیہ خالص ممیرونی ماشہ عہ روپیہ ممیری سرمہ فی تولہ عہ محصول ڈاک ذمہ خریدار۔ درخواست کیوقت اخبار کا حوالہ ضرور دین۔ المشتھر پروفیسر میا سنگھ اہلوالیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور پنجاب

ان سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہوسکتی ہے ؟

بوجہ عدم گنجائش چند صاحبان کے صرف نام نامی بہ تفصیل ذیل درج کئے جاتے ہیں کہ جنہوں نے تجربہ کرکے تحریر فرمایا ہے کہ اس سرمہ سے بہتر آنکھوں کی بیماری کے لئے یا حفاظت بینائی کیلئے اور کوئی دوائی یا سرمہ نہیں ہے۔ جناب سری مہاراجہ صاحب بہادر والئے ریاست منڈی سوکیت۔ جناب سری مہاراجہ صاحب بہادر والئے ریاست گوالیر۔ جناب سری راجہ ہیر مہاراجہ کشن سنگھ صاحب بہادر والئے کشن کوٹ۔ جناب راؤ بہادر پرتاب سنگھ صاحب بہادر والئے ریاست دریا رواد دسے پور۔ جناب سری راجہ کشن کمار صاحب بہادر تعلقہ دار سہیوپورہ بلاری ضلع مراد آباد۔ جناب مہاراج کنور چھتر پال سنگھ صاحب بہادر ریاست بجگوان اودھ۔ جناب مہاراجہ شتروجیت پرتاب بہادر سنگھ صاحب بہادر والئے ریاست تمکوہی ضلع گورکھپور۔ جناب ڈاکٹر سریج لعل گھوش رائے بہادر ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن وپروفیسر میڈیکل کالج لاہور حال آنریری سرجن گورنر جنرل ہند جناب خان بہادر ڈاکٹر سید امیر شاہ ایل ایم اسسٹنٹ سرجن وپروفیسر وٹرنری کالج لاہور۔ جناب ڈی ایم سرکار صاحب بہادر ایم بی۔ ایم ایس سند یافتہ یونیورسٹی ایڈنبرا انگلینڈ و امرتسر۔ جناب ڈاکٹر کاشی رام صاحب میڈیکل افسر شفاخانہ ہیرہ ریاست نیپال ملک نیپال۔ جناب ڈاکٹر سید محمد علی صاحب سول جج خالص۔ جناب مع القاب جناب دائی صاحبہ کوچ بہار سی ایس آئی۔ میڈیکل آفیسر رڈ لینڈ علی پور کلکتہ۔ جناب ڈاکٹر ولی احمد سول سرجن شفاخانہ وہارشیو علاقہ حیدرآباد دکن۔ جناب سردار صالح محمد خان صاحب درانی شہزادہ کابل خلف الرشید۔ جناب ڈاکٹر پنڈت گنگا رام صاحب اسسٹنٹ سرجن ڈاکٹر حضور نواب صاحب بہادر والئے ریاست بہاولپور۔ جناب ڈاکٹر لچھمن پرشاد صاحب پروفیسر میڈیکل کالج آگرہ و اڈیٹر میڈیکل جنرل آگرہ۔ جناب حافظ میاں خورشید محمد خان خلف نواب لیسین محمد خان صاحب بہادر رئیس اعظم بھوپال۔ جناب پنڈت ہالکشن صاحب ایل۔ ایم۔ ایس اسسٹنٹ سرجن پروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔ جناب ڈاکٹر دلیپ سنگھ صاحب ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن انچارج شفاخانہ میو ضلع جھانسی۔ جناب خان بہادر حکیم محمد بخش صاحب مقام ٹنڈہ الہ یار خان (سندھ)۔ جناب ارسطو زمان حکیم سید امام علی صاحب عرف پیر جی بیر خواجہ غریب نواز اجمیر۔ جناب مسٹر این گھوش صاحب بہادر بیرسٹر ایٹ لا ہائی کورٹ کلکتہ۔ جناب ریورنڈ پادری ڈبلیو کیلیف صاحب بہادر افواج فرید کوٹ۔ جناب ڈاکٹر لعل خان صاحب اسپیشل اسسٹنٹ چھوٹا مہنڈ داڑہ ضلع نرسنگھپور۔ جناب ڈاکٹر سید جملہ شاہ صاحب مقام عدن ملک عرب۔

پانچہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کی سنات میں سے جو قریب پچیس ہزار کے ہیں ایک کو بھی فرضی ثابت کر دے اسکو مبلغ پانچہزار روپیہ انعام دیا جائیگا جو لاہور کے پنجاب بینک میں اسی غرض کے لئے ماہ مارچ سنہ ۱۹۱۰ء میں جمع کیا گیا ہے۔

پادری آر ڈی ٹرلیسی صاحب اڈیٹر صاحب و مہتمم نور افشاں کیواسطے مشن سٹیم پریس لودیانہ میں دامی برادرس کے اہتمام سے چھپا